شرف عالم

ریسرچ اسکالر

شعبۂ اردو، جامعہ کراچی

عہدِ سرسیّد میں صحافت اور اشتہاریات کا ارتقائی عمل

ABSTRACT

The evolution of journalism and advertising in Sir Syed's era
By Sharaf e Alam, Research Scholar, Department of Urdu, University of Karachi

The paper examines the lifelong struggle of Sir Syed Ahmed Khan being a journalist, particularly against a complex and fast changing political and social backdrop of his times with a particular reference to various advertisements appeared in his periodicals *Tehzeeb-ul-Akhlaq* and *The Aligarh Institute Gazette*. The paper focuses on a rapidly growing advertising trend during Syed's period and critically assesses how print advertisements were emerging as one of the basic pillars of a value-based civilization undergoing transition and transformation. The paper also presents a comparative analysis of advertisements that were largely published by Syed's opponents in other newspapers and magazines, particularly the *Awadh Pench*.

آتا ہے صبح اٹھ کر تیری برابری کو
کیا دن لگے ہے دیکھو خورشید خاوری کو

خورشید کو یہ معاملہ شاید روز ہی درپیش آتا ہوگا، جب وہ دلی کے گلی کوچوں میں سید احمد کی نظروں سے خیرہ ہوکر بادلوں کی اوٹ کو اپنا گوشہء عافیت بناتا ہوگا۔ اپنے لوگوں سے پیار، اپنی زمین سے محبت، ماضی کی ناکامیوں کا قلق اور مستقبل کو تابناک بنانے کی رمق، بس یہی سید احمد کی زندگی کا خلاصہ ہے جس نے انہیں حاکم وقت کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کے بجائے اپنے موقف کو پورے استدلال کے ساتھ بیان کرنے کا حوصلہ دیا۔ اسلاف کے کارناموں کو باعث فخر گردانننے کے بجائے تعلیم سے محرومی کو گلے کا طوق سمجھتے ہوئے اس سے آزادی حاصل کرنے کا تہیہ کیا۔ اپنی گم شدہ میراث علم کو اپنی قوم کا اعزاز بنانے کا فیصلہ کیا۔ ایک تھکے ہارے مسافر کی طرح پوری قوم کو علم کے اس پیڑ کی چھاؤں تلے آنے پر آمادہ کیا، جو اپنے سائے میں آنے والے کسی بھی شخص سے بقول سلیم کوثر یہ نہیں پوچھتا کہ:

اس کی نسل کیا ہے... رنگ کیسا ہے... اسے کس سمت جانا ہے...
بلکہ فقط اتنا ہی کہتا ہے کہ
شجر کا کام تو بس چھاؤں دینا دھوپ سہنا ہے۔

اس مقصد کے حصول کے لیے جہاں سرسید نے صحافت کو اپنا ایک ہتھیار بنایا وہیں اشتہارات کی اہمیت کو بھی ملحوظ خاطر رکھا۔اس حوالے سے نہ صرف تہذیب الاخلاق میں شائع ہونے والے اشتہارات بلکہ اس دور کے اخبارات ورسائل میں اشتہارات کے بڑھتے ہوئے رجحان کا تجزیہ بھی دلچپسی سے خالی نہیں۔

برصغیر میں اردوصحافت کے ابتدائی نقوش جام جہاں نما سے ملتے ہیں تو اشتہارات کے حوالے بھی یہیں سے شروع ہوتے ہیں۔اخبار کی ۱۸۲۸ء کی ایک اشاعت میں شائع شدہ اشتہار کا متن ملاحظہ ہو:

اشتہار

سب والا گھروں کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہی [ہے] کہ تاریخ عالمگیری کا ترجمہ تمام ہوگیا۔اب اس خاکسار کو منظور ہی [ہے] کہ الف لیلیٰ کی کتاب آغاز سے انجام تک ترجمہ کر کے کہ وہ قصہ بہت مطبوع اور حکایتیں اس کی ایسی دلچسپ ہیں کہ پڑھنے والے اس کاغذ کے بے اندازہ مسرت اوٹھاویں [اٹھائیں] گے۔ وہ کتاب آج تک بالکل ہندی فارسی میں ترجمہ بھی نہیں ہوئی۔ ہر چند کے کتاب کا ترجمہ ایک زبان سے دوسری زبان میں مشکل۔اس ہیچمدان کی کیا مجال کہ ترجمے کے ارادے سے اخبار کے کاغذ میں اس کو داخل کرے۔ایسی کتاب کا ترجمہ کرنا مجھ بے استعداد کا کام نہیں۔صرف مطلب اس کا سست لفظوں میں اور نا درست عبارت میں ادا ہو پس غنیمت ہی [ہے] اس پر اس لحاظ سے کہ بہترے قدر شناس جنھوں کی لطف گستری سے اس کاغذ نے رونق اور شہرت پائی، اردو عبارت سے ذوق نہیں رکھتے۔اس شرط کی قید نہیں کہ ہر ہفتے میں صرف الف لیلیٰ کی حکایتیں لکھی جاویں [جائیں] جو کبھی اور رنگین کہانی یا دل لگی کی بات ہاتھ لگے گی وہ بھی لکھی جاوے [جائے] گی، میرا مطلب یہی ہے کہ جس میں اس اخبار کے دیکھنے والے خوشی سے پڑہیں [پڑھیں] اور یہ کاغذ نمود پائے اور خریداروں کے لئے بھی کچھ رنج نہیں۔ (۱)

اس اشتہار کے تناظر میں اگر نیوز پیپر کا ترجمہ خبری کاغذ کیا جائے تو کچھ غلط نہ ہوگا۔ پڑھے گئے اس اشتہار میں کاغذ کا لفظ نیوز پیپر کے پیپر ہی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

سید الاخبار سرسید کی صحافت کا نقطہ آغاز ہے، ۱۸۳۷ء میں بڑے بھائی سید محمد کے جاری کیے ہوئے اس اخبار سے سرسید کو اپنی عملی زندگی کے آغاز میں ہی ایک ایسا پلیٹ فارم میسر آ گیا، جہاں انہیں اپنے مضامین چھپوانے کے لیے کسی خوشامد کی ضرورت تھی نہ سفارش کی اور ہر گزرتے دن کے ساتھ تحریر کی نوک پلک سنوارنے کا موقع بھی برابر ملتا رہا۔ سید الاخبار میں شائع ہونے والی بیشتر خبریں اور اشتہارات قانونی اور عدالتی امور سے متعلق ہوا کرتے تھے، جو کہ اس وقت کے کم وبیش تمام ہی اخبارات کا خاصہ تھا۔ ایک اشتہار کا متن ملاحظہ ہو:

> اشتہار: سنا گیا کہ ایک سرکاری مفتی صاحب کے ایک مقدمہ پیش ہوا، انخلاء مکان کا۔ یعنی ایک شخص کرایہ میں رہتا تھا، صاحب مکان نے اٹھانا چاہا، نالش کی معرفت وکیل کے، جب مثل مرتب ہوئی مفتی صاحب نے مدعی کو اصالتاً طلب کیا یہ فرمایا مکان خالی کرنے کا حکم ہو جائے گا لیکن تم خرچہ چھوڑ دو۔ مدعی نے کہا صاحب خرچہ کیوں کر چھوڑ دوں جب دعویٰ میرا ثابت ہے۔ مدعی نے ہم کو (ایڈیٹر اخبار کو) کہ جو کوئی اس باب میں کوئی دفعہ یا سرکلر جانتا ہو وہ لکھ کر مہتمم چھاپہ خانہ کے پاس بھیجدے تو میں سو روپے انعام دوں گا۔ (۲)

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد سے تقسیم ہند تک کا ۹۰ سال پر محیط یہ پورا دور بے شمار تجارتی اشتہارات سے بھرا پڑا ہے۔ اس کے علاوہ تعلیمی اداروں، سائنسی علوم پر مبنی کتابوں اور عدالتی مقدموں میں استعمال ہونے والے الفاظ اور اصطلاحات بدلتے ہوئے نظام کے ساتھ ساتھ خود بخود اپنی جگہ بناتے چلے گئے، جن کی تعداد سیکڑوں نہیں ہزاروں میں ہے۔ اس دور میں زبان میں شامل ہونے والے بیشتر انگریزی الفاظ اشتہارات ہی کی مرہون منت ہیں۔ جس کی سب سے بڑی وجہ مغربی ملکوں سے ہندوستان فروخت کے لیے آنے والی مختلف مصنوعات بھی ہیں، جو کہ خالصتاً وہیں کی ایجادات ہیں۔ مثلاً کار سپانڈنٹ، مشین، ٹریکٹر، کیک، انجن، پریس، ریڈیو، فلم، ریوالور، ریویو، بیکری، سوپ، اسکول، کالج، ناول، لیٹر، لائبریری، سپرنٹنڈنٹ، پوسٹ پیڈ، مرچنٹ، گزٹ، لکچر، کلب، پیڈ، فنڈ، کرنسی وغیرہ۔ انگریزی اصطلاحات کے ساتھ ساتھ بے شمار اشیا کی تشہیر وفروخت کے لیے ہر دور میں اشتہارات ہی سب سے موزوں ذریعہ ثابت ہوئے ہیں۔ (۳-۱۱)

اس بدلتے ہوئے سیاسی اور سماجی پس منظر میں سرسید کی بصیرت کو جتنا سراہا جائے وہ کم ہے۔ انگریز حکمرانوں کے ذریعے برصغیر میں اپنے پنجے مضبوط کرتی ہوئی مغربی تہذیب ومعاشرت کو من وعن اختیار کرنے کے بجائے سائنسی علوم کے حصول پر زور دیا اور برصغیر میں روایتی تعلیم کو جدید خطوط پر استوار کرنے کی جدوجہد کی۔

سنہ ۵۷ء کے بعد کی صورت حال میں سرسید نے تمام ہندوستانیوں کے لیے بالعموم اور مسلمانوں کے لیے بالخصوص سائنسی تعلیم کو ایک پروڈکٹ کے طور پر پیش کیا۔ جس میں معاشرتی رویوں اور سماجی اصلاح کا پہلو بھی غالب رہا۔ اس

پروڈکٹ کی تشہیر اور عملی تشکیل کے لیے اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق تمام ہی دستیاب ذرائع استعمال کیے۔ مدارس، اسکولز، سوسائٹیز کا قیام، رسائل کا اجرا، اشاعت کتب اور مکالمے کا راستہ اختیار کیا۔

۱۸۴۷ء میں آثارالصنادید کی اشاعت کے ساتھ ہی سرسید کی علم دوستی اور ذوق تحقیق ادبی اور علمی حلقوں میں پذیرائی حاصل کر رہا تھا۔ آثارالصنادید سے لیکر سرسید کی تمام تحریروں میں ادبیت سے زیادہ خبریت کا عنصر غالب ہے، یعنی وہ ایک ادیب سے زیادہ صحافی اور کبھی کبھی صحافی سے بڑھ کر مشتہر نظر آتے ہیں۔ معاملہ سرکشی ءبجنور کی وضاحت کا ہو یا بغاوت ہند کے اسباب رقم کرنے کا ہر تحریر زمینی حقائق اور دستاویزی ثبوتوں کے ساتھ ایک رپورٹ کی شکل میں سامنے آتی ہے۔ یہ امر ایک مشتہر کے اس اشتہار کی طرح ہے جس کی توجہ صرف اپنی پروڈکٹ کی خوبیوں کی تشہیر پر مرکوز ہوتی ہے نہ کہ زبان کے قواعد اور جملوں کے دروبست پر۔

۱۸۶۳ء میں ایک تحریر بعنوان ''التماس بخدمت ساکنان ہندوستان در باب ترقی وتعلیم اہل ہند'' چھاپ کر مشتہر کی جس کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ہندوستان میں علم کے پھیلانے اور ترقی دینے کے لیے ایک مجلس مقرر کرنی چاہیے، جو اپنے قدیم مصنفوں کی عمدہ کتابیں اور انگریزی کی مفید کتابیں اردو میں ترجمہ کر کے چھاپے۔ مگر معاملہ صرف اس مضمون یا کتابچے کی اشاعت کے بعد ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظر فردا تک ہی محدود نہیں رہا۔ بلکہ اسی سال غازی پور سال غازی پور میں سائنٹفک سوسائٹی کی بنیاد رکھی گئی اور ترجمے کے کام کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔[۱۲]

سرسید نے تہذیب الاخلاق کا اجرا اسپیکٹیٹر اور ٹیٹلر کی طرز پر کیا، جن کے بارے میں ان کا موقف تھا کہ جس طرح یہ رسالے انگلستان کے سماج میں افراد کی مثبت ذہن سازی کر رہے ہیں اسی طرح کے میگزین اور اخبار برصغیر کے باشندوں کے لیے بھی ہونے چاہئیں۔ ۔اس تقلید میں سرسید نے تہذیب الاخلاق اور اخبار سائنٹفک سوسائٹی علی گڑھ کے لیے ان ہی رسالوں کے سرورق، کالمز کی تعداد اور صفحے کا سائز تک کم وبیش جوں کا توں اختیار کیا۔ (دیکھیے تصویر نمبر ۱)

ان رسائل میں چھپنے والے اشتہارات کے انداز کو بھی ہو بہو اپنایا، سرورق کے بالائی حصے میں خوب صورت محراب نما ڈیزائن میں محمڈن سوشل ریفارمر انگریزی زبان میں اور تہذیب الاخلاق اردو میں لکھا نظر آتا ہے۔ پھر جلد نمبر، تاریخ اشاعت اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کی دوسطروں کے بعد سرورق کا بقیہ نصف حصہ دو برابر کالمز میں منقسم ہو جاتا ہے جس میں اطلاع کے عنوان سے دو اشتہارات ہیں۔ ایک میں تشریح قیمت اور مصرف منافع تہذیب الاخلاق کی تفصیل درج ہے جبکہ دوسرا بخدمت ممبران وخریداران و ناظرین تہذیب الاخلاق سے مخاطب ہے۔ ۱۸۷۴ء کی ایک اشاعت میں شامل اشتہار کے عنوان سے شائع شدہ ایک اشتہار کا متن ملاحظہ ہو جو کہ رسالے کے پرانے شماروں کے بارے میں ہے: (دیکھیے تصویر نمبر ۲)

اشتہار

گذشتہ سوا دو برس کے پرچہ ہائے تہذیب الاخلاق بہ ترتیب ہمارے پاس موجود

ہیں۔جس صاحب کو ان کی خریداری منظور ہومفصلہ ذیل قیمت پر مل سکتے ہیں۔

تہذیب الاخلاق روز اجرا سے یعنی یک شوال سن ۱۲۷۸ء ہجری سے لغایت آخر

سن ۱۲۸۸ہجری بابت سوا برس کے۔

تہذیب الاخلاق

بابت سال تمام سن ۱۲۸۹ ہجری۔از مقام بنارس

راقم سید احمد، منیجر تہذیب الاخلاق

اسی طرح اخبار سائنٹفک سوسائٹی کی جلد نمبر ۶ میں دسمبر ۱۸۷۱ء کی ایک اشاعت کے سرورق کی تفصیل بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔اس اخبار کی خاص بات اس کا ایک ہی شمارے میں انگریزی اور اردو، دو زبانوں میں بیک وقت نکلنا تھا۔محراب نما ڈیزائن میں *The Aligurh Institute Gazette* انگریزی میں اور اردو میں اخبار سیئن ٹیفک سوسٔئٹی علیگڑھ تحریر ہے۔ بالکل اسی طرح جلد نمبر، شمارہ نمبر اور تاریخ پہلے اردو میں اور نچلی سطر میں انگریزی میں درج ہے۔پھر ایک عبارت انگریزی میں اور اس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:

To permit the liberty of the press is the part of a wise government, To preserve it is the part of a free people.

جائز رکھنا چھاپے کی آزادی کا،کام ہے ایک دانا گورنمنٹ کا،اور برقرار رکھنا اس آزادی کا کام ایک آزاد رعیت کا ہے۔

پھر صفحہ دو کالموں میں تقسیم ہوجاتا ہے۔دائیں کالم میں اطلاع اور بائیں میں انگریزی میں Notice تحریر ہے۔جس میں اخبار کی ماہانہ اور سالانہ خریداری اور اجرت طبع اشتہارات کی تفصیل درج ہے۔جبکہ Notice کے کالم میں یہی ساری معلومات انگریزی میں تحریر ہیں۔ایک نئی زبان کو سمجھنے اور سیکھنے کے مرحلے میں یہ طریقہ کار ہمیشہ ہی کارگر ثابت ہوتا ہے۔سرسید کے اس پُرتخلیق انداز صحافت میں موثر تدریس کا پہلو زیادہ نمایاں ہوکر سامنے آیا،اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔(شمارے کے عکس کے لیے ملاحظہ ہو تصویر نمبر ۳)

اسی اخبار کی فروری ۱۸۷۱ء کی ایک اشاعت میں ایک کتاب اخلاق کاشی کے تعارف کے بعد اشتہار کے عنوان سے کتاب کے اشتہار کا متن ملاحظہ ہو: (تصویر کے لیے دیکھیے تصویر نمبر ۴)

اشتہار

کتاب اخلاق کاشی جو علم تہذیب اخلاق پر مشتمل ہے۔اشاعت علوم دارین کے تمام حسنات پر فایق ہے۔یہ کتاب جس کو گورنمنٹ نے کتب درسیہ سے تجویز فرما کر ایک ہزار نسخے خرید فرمائے اور مولف کو بھی مرحمت خسروانہ سے ایک باغ اور قلعہ اُس کے

صلے میں عطا فرمایا، چھپ کر تیار ہوئی ہے ۔شایقان علم وہنر کو اگر خریداری منظور رہو تو درخواست پوسٹ پیڈ معہ زر قیمت بحساب فی جلد ۱۲، اور ۲ محصول ڈاک ہمگی ۱۴ آنے بھیج کر مولف سے طلب فرمائیں۔

کاشی ناتھ پنڈت مولف اخلاق کاشی

مقام آگرہ محلہ مائی تھان

سرسید نے اپنے مضامین اورتحریروں کی طرح اپنے اخبار اور میگزین میں بھی شائع ہونے والے اشتہارات کا معیار بھی ہمیشہ برقرار رکھا اورمحض آمدنی کے حصول کے لیے اس پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا۔تہذیب الاخلاق اوراخبار سائنٹفک سوسائٹی میں شائع ہونے والے بیشتر اشتہارات مقصدی اورعلمی نوعیت کی کتابوں کے ہوا کرتے تھے یا زرعی امور سے متعلق جدید طریقہ کاشت پر مبنی ہوتے تھے۔

اسی طرح عہد سرسید میں دیگر اخبارات اور رسائل کا جائزہ ان میں چھپنے والے اشتہارات کے حوالے سے لیا جائے تو معاملہ صرف ایک ہی مقصد کے حصول کا نظر آتا ہے۔یعنی زیادہ سے زیادہ منافع کمایا جائے، اشتہار کسی بھی مصنوعہ کا ہو کسی اخلاقی حد کی پاسداری کے بغیر چھاپ دیا جائے، اگر کبھی کوئی اشتہار جملۂ معترضہ کی فہرست میں آ بھی گیا تو اخبار کے کسی بھی کالم میں معذرت کے خانے کا اضافہ کرنے میں کتنی دیر لگتی ہے۔

اس پس منظر میں لکھنو سے نکلنے والے ہفت روزہ ''اودھ پنچ'' کی صحافت اور اس میں چھپنے والے اشتہارات کا جائزہ لیا جائے تو اس میں باتصویر اشتہارات کا سلسلہ نمایاں نظر آتا ہے۔۱۸۷۷ء سے لے کر دستیاب شماروں کے مطابق ۱۹۳۷ء تک اودھ پنچ میں انگریزوں کی حکومت کو طنز اور مزاح کے لبادے میں کھل کر ہدف تنقید بنایا گیا۔

طنز وتشنیع کا یہ معاملہ محض سرکار ہی تک محدود نہیں رہا بلکہ اس کی زد میں وہ تمام لوگ بھی آتے رہے جو بظاہر تو برطانوی حکومت کے ہم نوا ودم ساز تھے مگر اصل میں وہ سماج کے نباض تھے اور تعلیم بالخصوص سائنسی تعلیم کی ضرورت پر تعلیم کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے برصغیر کے عوام کو اس کی طرف مائل کرنے کی جدوجہد کررہے تھے۔ اودھ پنچ نے انگریزی تعلیم کو فروغ دینے کے نام پر مقامی ہندوستانیوں پر بھی خوب نشتر چلائے، جن میں سرسید سرفہرست رہے۔

انیسویں صدی کے آخری دو عشروں میں اودھ پنچ اور تہذیب الاخلاق کے اہداف اپنے مقاصد پر مرکوز نظر آتے ہیں۔تہذیب الاخلاق اور سائنٹفک سوسائٹی عصری تعلیم میں پسماندگی کا شکار قوم کو شعور دینے اور اسے معاشی طور پر نمایاں مقام عطا کرنے کی جدوجہد میں بہت اہم کردار ادا کررہے تھے۔جس میں تجارتی سے زیادہ اصلاحی پہلو حاوی رہا۔ جبکہ اودھ پنچ کی سوچ اور مقصد خاصا سطحی اور عوامی تھا۔مزاح اور سوقیانہ پن بالعموم معاشروں میں تیزی سے قابل قبول ہوجاتا ہے اور ۱۸۵۷ء کی صورت حال کے بعد برصغیر کے عوام کے دلوں میں انگریز حکمرانوں کے خلاف نفرت میں اضافہ ہوتا جارہا تھا اور اودھ پنچ

میں شائع ہونے والے مضامین اور کارٹونز میں حکومتی پالیسیز اور نت نئے قوانین کا جس طرح تمسخر کیا جاتا تھا اس کی عوام میں پذیرائی ہونا ایک فطری عمل تھا۔

اس حوالے سے مذکورہ رسائل کے رسم الخط کا تذکرہ بھی بہت اہمیت کا حامل ہے،سرسید نے اپنے رسائل میں کتابت کے بجائے ٹائپ کو ترجیح دی،جس کی واضح وجہ جدید سائنسی ایجادات کو اختیار کر کے ان اسے استفادہ کرنا تھا۔مگر انگریزی کے مقابلے میں اردو ٹائپ کا خط اپنی ایجاد سے لے کر کم وبیش ایک صدی سے زائد عرصے کے دوران کسی بھی دور میں پذیرائی حاصل نہ کرسکا۔اردو ٹائپ کا استعمال سرسید کے رسائل کی عوام میں مقبول نہ ہونے کی ایک بہت بڑی وجہ لگتا ہے۔ شاید یہ امر بھی ایک مشتہر کو تہذیب الاخلاق اور سائنٹفک سوسائٹی میں اپنی مصنوعہ کا اشتہار شائع کرانے میں مانع رہا۔

حواشی

(۱) جامِ جہاں نما، اشاعت ۲۳/جنوری ۱۸۲۸ء، بحوالہ امداد صابری، تاریخ صحافتِ اردو، جلد اوّل، (دہلی: چوڑی والان، 1953)،ص ۷۸

(۲) امداد صابری، تاریخ صحافتِ اردو، جلد اوّل، ایضاً،ص ۱۶۴

(۳) پیسہ اخبار، لاہور، ۳/مارچ ۱۹۰۶ء

(۴) ڈاکٹر طاہر مسعود، اردو صحافت انیسویں صدی میں، (کراچی: فضلی سنز لمیٹڈ، اشاعت اول، ۲۰۰۲ء)،ص ۱۰۷۲

(۵) رسالہ حسن، حیدرآباد دکن، جون ۱۸۹۱ء

(۶) امداد صابری، تاریخِ صحافت، جلد دوم، حصہ اوّل، (کلکتہ: حس زماں، نمبر ۲۰، رحیم الدین لین، تالی گنج، ۱۹۶۷ء)، ص ۱۳۲

(۷) اخبار سائنٹفک سوسائٹی، فروری ۱۸۷۱ء

(۸) دہلی اردو اخبار، اشاعت ۲۳/اگست ۱۸۴۰ء بحوالہ خواجہ احمد فاروقی، دہلی اردو اخبار، (دہلی: شعبۂ اردو، دہلی یونی ورسٹی، ۱۹۷۲ء)،ص ۲۱۳

(۹) ہفت روزہ، شعلۂ طور، کان پور، ۲۹/اکتوبر ۱۸۶۱ء بحوالہ شعائراللہ خاں وجیہی، انیسویں صدی کے اردو اخبارات، (کان پور: مطبع شعلۂ طور، ۲۰۰۵ء)

(۱۰) اودھ پنچ، اپریل ۱۸۹۹ء

(۱۱) نیشنل آرکائیو، دہلی، ۳۱/جولائی ۱۸۵۷ء کو نانا صاحب کانپور کی طرف سے جاری کیا گیا اشتہار۔

(۱۲) الطاف حسین حالی، حیاتِ جاوید، (دہلی: ترقی اردو بیورو، ۱۹۹۰ء)، تیسرا ایڈیشن،ص ۱۲۳

مآخذ

(۱) حالی، الطاف حسین، حیاتِ جاوید، (دہلی: ترقی اردو بیورو، ۱۹۹۰ء)، تیسرا ایڈیشن، ص ۱۲۳

(۲) صابری، امداد، تاریخ صحافتِ اردو، جلد اوّل، دہلی: چوڑی والان، ۱۹۵۳ء

(۳) ـــــــ، تاریخ صحافت، جلد دوم، حصہ اوّل، کلکتہ: حس زماں، نمبر ۲۰، رحیم الدین لین، تالی گنج، ۱۹۶۷ء

(۴) مسعود، طاہر، ڈاکٹر، اردو صحافت انیسویں صدی میں، (کراچی: فضلی سنز لمیٹڈ، اشاعت اول، ۲۰۰۲ء)، ص ۱۰۷۲

رسائل و جرائد

(۱) اخبار سائنٹفک سوسائٹی، فروری ۱۸۷۱ء

(۲) اودھ پنچ، اپریل ۱۸۹۹ء

(۳) پیسہ اخبار، لاہور، ۳/ مارچ ۱۹۰۶ء

(۴) جامِ جہاں نما، اشاعت ۲۳/ جنوری ۱۸۲۸ء،

(۵) رسالہ حسن، حیدرآباد دکن، جون ۱۸۹۱ء

(۶) دہلی اردو اخبار، اشاعت ۲۳/ اگست ۱۸۴۰ء

(۷) ہفت روزہ، شعلۂ طور، کان پور، ۲۹/ اکتوبر ۱۸۶۱ء

آرکائیو

(۱) نیشنل آرکائیو، دہلی، ۳۱/ جولائی ۱۸۵۷ء کو نانا صاحب کانپور کی طرف سے جاری کیا گیا اشتہار۔

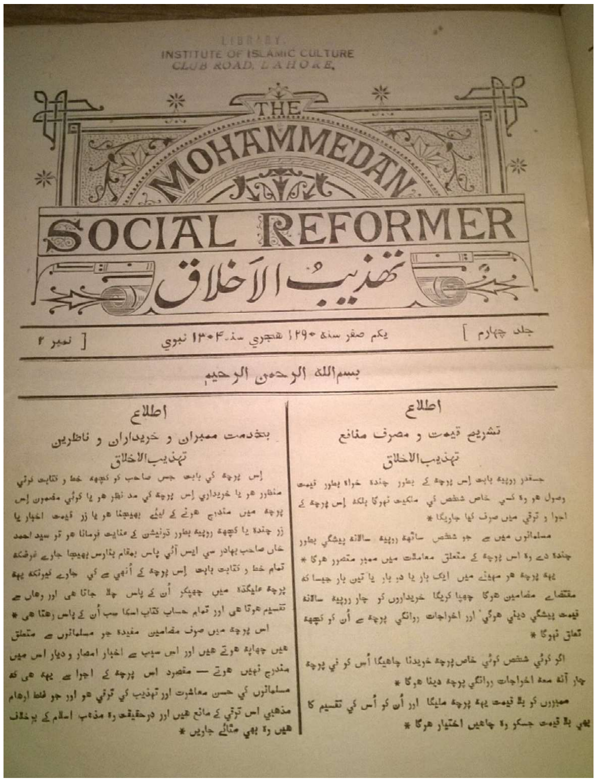

LIBRARY.
INSTITUTE OF ISLAMIC CULTURE
CLUB ROAD, LAHORE.

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیبُ الاخلاق

جلد چہارم] یکم صفر سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۴ نبوی [نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا *

مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھہ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا *

یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضاے مضامین ہوگا چھپا کریگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھہ تعلق نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ معہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *

ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کی تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھہ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھہ روپیہ بطور ڈونیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنھی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیگدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی *

اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں *

تصویر نمبر ۱

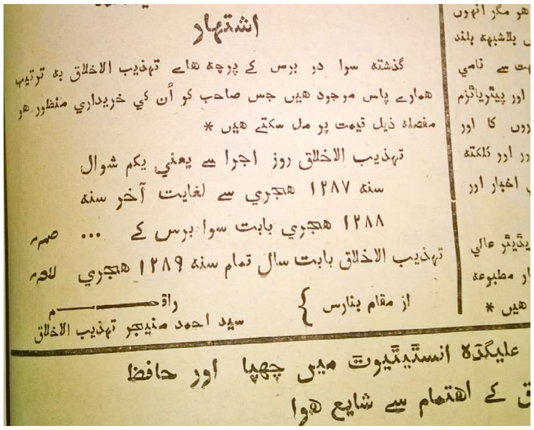

ہو مگر انہوں
بلاشبہہ بلند
سے نامی
اور پیٹریاٹزم
وں کا اور
اور کلکتہ
اخبار اور
یڈیٹر عالی
مطبوعہ
ہیں *

اشتہار

گذشتہ سوا دو برس کے پرچہ ہاے تہذیب الاخلاق بہ ترتیب ہمارے پاس موجود ہیں جس صاحب کو اُن کی خریداری منظور ہو مفصلہ ذیل قیمت پر مل سکتے ہیں *

تہذیب الاخلاق روز اجرا سے یعنی یکم شوال سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر سنہ ۱۲۸۸ ہجری بابت سوا برس کے ... صہ

تہذیب الاخلاق بابت سال تمام سنہ ۱۲۸۹ ہجری للعہ

از مقام بنارس } راقم
سید احمد منیجر تہذیب الاخلاق

علیگدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ
ق کے اہتمام سے شایع ہوا

تصویر نمبر ۲

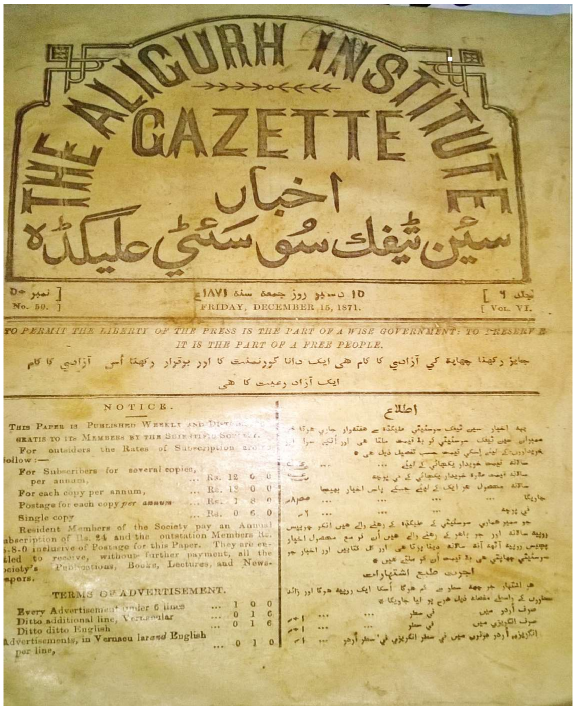

THE ALIGURH INSTITUTE GAZETTE

اخبار سائنٹفک سوسائٹی علیگڈھ

[جلد ۶] ۱۵ دسمبر روز جمعہ سنہ ۱۸۷۱ع [نمبر ۵۰

[VOL. VI. FRIDAY, DECEMBER 15, 1871. No. 50.]

TO PERMIT THE LIBERTY OF THE PRESS IS THE PART OF A WISE GOVERNMENT: TO PRESERVE IT IS THE PART OF A FREE PEOPLE.

جایز رکھنا چھاپہ کی آزادی کا کام هی ایک دانا گورنمنٹ کا اور برقرار رکھنا اُس آزادی کا کام ایک آزاد رعیت کا هی

NOTICE.

THIS PAPER IS PUBLISHED WEEKLY AND DISTRIBUTED GRATIS TO ITS MEMBERS BY THE SCIENTIFIC SOCIETY.

For outsiders the Rates of Subscription are as follow:—

For Subscribers for several copies, per annum,	... Rs.	12	0	0
For each copy per annum,	... Rs.	13	0	0
Postage for each copy *per annum*	... Rs.	1	8	0
Single copy	... Rs.	0	6	0

Resident Members of the Society pay an Annual subscription of Rs. 24 and the outstation Members Rs. 25-8-0 inclusive of Postage for this Paper. They are entitled to receive, without further payment, all the Society's Publications, Books, Lectures, and Newspapers.

TERMS OF ADVERTISEMENT.

Every Advertisement under 6 lines	...	1	0	0
Ditto additional line, Vernacular	...	0	1	6
Ditto ditto English	...	0	1	6
Advertisements, in Vernacular and English per line,	...	0	1	0

اطلاع

یہہ اخبار سائنٹفک سوسائٹی علیگڈھ سے ہفتہوار جاری ہوگا ... ممبران سائنٹفک سوسائٹی کو بلا قیمت ملتا هی اور اُنکے سوا ... خریداروں کے لیئے اِسکی قیمت حسب تفصیل ذیل هی *

سالانہ قیمت خریدار یکجائی کے لیئے ...

سالانہ قیمت علٰحدہ خریدار یکجائی کے فی پرچہ

سالانہ محصول ہر ایک کے لیئے جسکے پاس اخبار بھیجا جاویگا ... ... ۱ روپیہ ۸ آنہ

فی پرچہ ... ... ۶ آنہ

جو ممبر ہماری سوسائٹی کے علیگڈھ کے رہنے والے هیں انکو چوبیس روپیہ سالانہ اور جو باہر کے رہنے والے هیں اُنکو مع محصول اخبار پچیس روپیہ آٹھہ آنہ سالانہ دینا پڑتا هی اور کل کتابیں اور اخبار جو سوسائٹی چھاپتی هی بلا قیمت اُنکو ملتے هیں *

اجرت طبع اشتہارات

ہر اشتہار جو چھہ سطر سے کم ہوگا اُسکا ایک روپیہ ہوگا اور زائد سطروں کے واسطے مفصلہ ذیل طرح پر لیا جاویگا *

صرف اُردو میں فی سطر ... ... ۱ آنہ ۶ پائی

صرف انگریزی میں فی سطر ... ... ۱ آنہ ۶ پائی

انگریزی اُردو دونوں میں فی سطر انگریزی فی سطر اُردو ... ۱ آنہ

تصویر نمبر ۳

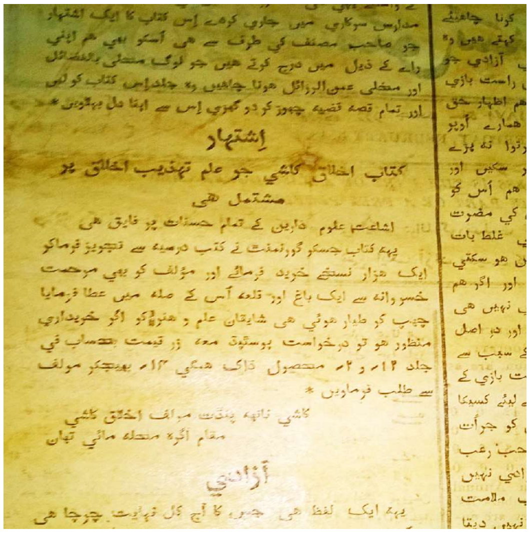

مدارس سرکاری میں جاری کرے اِس کتاب کا ایک اشتہار جو صاحب مصنف کی طرف سے هی اُسکو بھی هم اپنی راے کے ذیل میں درج کرتے هیں جو لوگ متحلی بالفضائل اور متخلی عن الرزائل ہونا چاہیں وہ جلد اِس کتاب کو لیں اور تمام قصہ قضیہ چھوڑ کر دو گھڑی اِس سے اپنا دل بہلاویں *

اِشتہار

کتاب اخلاق کاشی جو علم تہذیب اخلاق پر مشتمل هی

اشاعت علوم دارین کے تمام حسنات پر فایق هی

یہہ کتاب جسکو گورنمنٹ نے کتب درسیہ سے تجویز فرماکر ایک ہزار نسخے خرید فرمائے اور مؤلف کو بھی مرحمت خسروانہ سے ایک باغ اور قلمدان اُس کے صلہ میں عطا فرمایا چھپ کر طیار ہوئی هی شایقان علم و ہنرکو اگر خریداری منظور ہو تو درخواست بوسٹیڈ معہ زر قیمت بحساب فی جلد ۱۲ر و ۲ر محصول ڈاک ہنگی ۱۴ر بھیجکر مولف سے طلب فرماویں *

کاشی ناتھہ پنڈت مولف اخلاق کاشی

مقام آگرہ محلہ مائی تھان

آزادی

یہہ ایک لفظ هی جسکا آج کل نہایت چرچا هی

تصویر نمبر ۴